ایمان میں کمی وزیادتی کا قول

گناہ کبیرہ کرنے والا فاسق ہے یا کافر ہے ؟ اس سوال پر محدثین و فقہاء کا اختلاف چلا آ رہا ہے – راقم کے نزدیک گناہ کا تعلق ایمان سے نہیں ہے – یہ بحث بہت اہم ہے کیونکہ القاعدہ و داعش لٹریچر میں بعض محدثین کے اقوال سے دلیل لی جاتی ہے

کیا ایمان میں کمی و بیشی ہوتی ہے ؟ یہ سوال اس امت میں سن ۱۵۰ ہجری کے آس پاس پیدا ہوا – یہ بحث اس طرح شروع ہوتی ہے کہ خوارج کے نزدیک بعض صحابہ گناہ کبیرہ کے مرتکب تھے لہذا ان میں ایمان کم تھا-المعتزلہ نے منزل بین المنزلتین کا موقف پیش کیا کہ نہ کافر ہے نہ مومن ہے – اس پر امام ابو حنیفہ کی رائے لوگوں سے منقول ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کا نام ہے گناہ سے ایمان کم نہیں ہوتا – اِرجاء کا مذھب اسی سے نکلتا ہے کہ صحابہ میں ایمان کم نہیں ہوا وہ جہنمی نہیں ہیں بلکہ گناہ کبیرہ والے بھی ایمان والے ہی ہیں- ایمان زیادہ تو ہو سکتا ہے کم نہیں ہوتا – اس پر بھی بہت سی احادیث ہیں مثلا ایک فاحشہ جو مومن تھی کتے کو پانی پلاتی ہے جنت میں جاتی ہے – ایک سو لوگوں کا قاتل جنت میں جاتا ہے وغیرہ وغیرہ

سورہ توبہ میں ہے

{فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا} [التوبة: 124] پس ان کے ایمان میں اضافہ ہوا

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا – پس جو ایمان لائے ان کے ایمان میں اضافہ ہوا

وزدناھم ھدی [۱۸:۱۳] اور انکی ہدایت میں اضافہ ہوا

بعض فرقوں نے ایمان میں کمی وزیادتی کا نظریہ ان ہی آیات سے استنباط کر کے نکالا اور بعض احادیث سے اس پر دلیل لی

راقم کے نزدیک ایمان پڑھنے سے مراد قلبی اطمننان ہے یا ہدایت ہے جیسے لوگ ایمان لے اتے ہیں لیکن ہدایت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اسی طرح قرآن میں ہدایت بڑھنے اور ایمان و اطمننان بڑھنے کو ساتھ بیان کیا گیا ہے – ابراھیم علیہ السلام اللہ پر ایمان لائے لیکن قلبی اطمننان میں اضافہ کے لئے اللہ سے سوال کیا کہ میت کو زندہ کیسے کرے گا

قرآن میں ہے وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى [محمد: 17] انکی ہدایت میں اضافہ ہوا

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اس بحث کا ذکر نہیں ملتا نہ ہی ایمان میں کمی پر کوئی صریح حدیث ہے – خوارج کی رائے تھی کہ ایمان میں عمل داخل ہے لہذا جو گناہ کبیرہ کرتے ہیں وہ جہنمی ہیں – خوارج کا فرقہ الأزارقة تکفیر اِصحاب الذنوب تمام گناہ والوں کی تکفیر کا قائل تھا – الصفرية فرقہ کفریہ اعمال والوں کے قتل کا قائل تھا – خوارج کے فرقے اباضیہ میں بعض کی رائے میں ایمان کم اور زیادہ ہو جاتا ہے اور بعض اباضیہ کے نزدیک گناہ کبیرہ والے فاسق ہیں جو کافر ہیں – خوارج کے فرقہ الازرقیہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کی وجہ سے ہی مسلمان واجب القتل بنتے ہیں

سن ۱۵۰ ہجری کے بعد معتزلہ نے منزل بین المنزلتین کی بحث چھیڑی کہ گناہ کبیرہ والے نہ ایمان والے ہیں نہ کفر والے وہ بیچ میں ہیں – اس سے اس پر بحث کا باب کھل گیا

مُعَاذٌ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے ہوئی لیکن ان سے بھی اس مسئلہ پر بحث منسوب کر دی گئی ہے کتاب السنة از أبو بكر الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ) کی روایت ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَمِسْعَرٍ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاذٌ: اجْلِسُوا بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً

مُعَاذٌ بن جبل رضی اللہ عنہ نے الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ سے کہا ہمارے پاس بیٹھو تا کہ ہم کچھ ساعت ایمان لے آئیں

بیہقی کی شعب ایمان میں اس روایت میں اضافہ ہے کہ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ لِأَصْحَابِهِ – مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نے اپنے اصحاب سے کہا – اس میں صحابی ایک تابعی سے کہہ رہے ہیں گویا تابعی، صحابی سے بڑھ کر ہے – سند اس میں مِسْعَر بن کدام ہیں جو خود مرجیہ ہیں

شعب ایمان البیہقی میں اس طرح کا قول عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا گیا ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ، حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شِبَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: " اجْلِسُوا بِنَا نَزْدَدْ إِيمَانًا

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ سے کہا ہمارے ساتھ بیٹھو تاکہ ایمان میں اضافہ ہو

اس کی سند مظبوط نہیں سند میں شباک الضبی ہے جو مدلس ہے عن سے روایت کرتا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ مِمَّا يَأْخُذُ بِيَدِ الرَّجُلِ وَالرَّجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَيَقُولُ: «قُمْ بِنَا نَزْدَدْ إِيمَانًا»

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا آجاؤ ہم ایمان بڑھائیں پس اللہ عزوجل کا ذکر کریں

سند میں زُبَيْدُ بنُ الحَارِثِ اليَامِيُّ الكُوْفِيُّ ہیں جو زر بن حبیش سے روایت کر رہے ہیں اس کی سند حسن ہے

بعض محدثین ایمان میں کمی ہے قائل نہیں ہیں اور بعض ہیں جو ایمان میں کمی وزیادتی کے قائل ہیں – ان گروہوں میں اس پر مختلف آرا ہیں جن میں بعض متشدد ہیں

پہلا گروہ کہتا ہے : ایمان نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے

اول ایمان بنیادی ایمانیات کے قبول کا نام ہے جیسے

اللہ واحد احد ہے

محمد بن عبد اللہ رسول اللہ – صلی اللہ علیہ وسلم – ہیں

فرشتے، جنات، جنت، جہنم موجود ہیں

قرآن، توریت، زبور، انجیل کتب سماوی ہیں

اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں اتی جب تک آدمی ان کا انکار نہ کرے لہذا ایمان تصدیق ہے
اگر وہ انکار کرے تو مسلمان ہی نہیں رہے گا لہذا ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے کیونکہ یہ قلبی کیفیت ہے [1]

---

[1]

عمل کے حوالے سے احادیث ہیں کہ اللہ تعالی گناہ کبیرہ معاف کر دیتا ہے

صحیح مسلم کی حدیث ہے

محمد بن مثنی، محمد بن بشار، معاذ بن ہشام قتادہ، ابی صدیق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننانوے جانوں کو قتل کیا پھر اس نے اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا پس اس کی ایک راہب کی طرف راہنمائی کی گئی وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا اس نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہے کیا اس کے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے اس نے کہا نہیں پس اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے پھر زمین والوں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی اس نے کہا میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے تو اس نے کہا جی ہاں اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے تم اس اس جگہ کی طرف جاؤ وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں تو بھی ان کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف ہو جا اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھے راستے پر پہنچا تو اس کی موت واقع ہوگئی پس اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے رحمت کے فرشتوں

امام ابو حنیفہ کے لئے اس رائے کو بیان کیا جاتا ہے (العقيدة الطحاوية) –امت میں امام ابو حنیفہ نے فقہ پر بہت محنت کی ہے لہذا اس رائے کو جہمیہ سے منسوب کرنا اور کہنا کہ امام ابو حنیفہ عمل کے خلاف تھے ، مسلکی تعصب ہے – تفسیر فتح الرحمٰن فی تفسیر القرآن از مجیر الدین بن محمد العليمي المقدسی الحنبلی (المتوفى: 927ھ) کے مطابق

فقال أبو حنيفة: لا يزيد ولا ينقص، ولا استثناء فيه

ابو حنیفہ کہتے ہیں ایمان نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے اور اس میں کوئی نہیں الاستثناء ہے

نے کہا یہ توبہ کرتا ہوا اور اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا پس پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا اسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا تو اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیمائش کرلو پس وہ دونوں میں سے جس زمین سے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہوگا پس انہوں نے زمین کو ناپا تو اسی زمین کو کم پایا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا پس پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کرلیا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہمیں ذکر کیا گیا کہ جب اس کی موت واقع ہوئی تو اس نے اپنا سینہ اس زمین سے دور کرلیا تھا (جہاں سے وہ چلا تھا)۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے

ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے حسن اور ابن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک فاحشہ عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزر رہی تھی، جو ایک کنویں کے قریب کھڑا پیاسا ہانپ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے ابھی مر جائے گا۔ اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر پانی نکالا اور اس کتے کو پلا دیا، تو اس کی بخشش اسی (نیکی) کی وجہ سے ہو گئی۔“

یہ تمام موحد تھے لیکن اللہ جب چاہے اپنے غضب کو رحمت سے بدل سکتا ہے اور اپنی رحمت کو اپنے قہر سے

یہ واقعات خاص ہیں اور ان کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا

کتاب اِصول الدین از جمال الدین اِحمد بن محمد بن سعید الغزنوی الحنفی (المتوفی: 593ھ) کے مطابق

الْإِيمَان لَا يزِيد وَلَا ينقص بانضمام الطَّاعَات إِلَيْهِ وَلَا ينتقص بارتكاب الْمعاصِي لِأَن الْإِيمَان عبارَة عَن التَّصْدِيق وَالْإِقْرَار

ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے طّاعَات کو اس سے ملانے سے نہ کم ہوتا ہے گناہ کا ارتکاب کرنے سے کیونکہ ایمان عبارت ہے تصدیق و اقرار سے

اس رائے کہ تحت ایمان میں کوئی استثنا نہیں ہے یا تو شخص کافر ہے یا مومن – یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک یا تو شخص مومن ہے یا کافر ہے بیچ میں کوئی چیز نہیں جیسا کہ المعتزلہ کا دعوی تھا – الأَشَاعِرَة کے علماء مثلا ابو المعالی الجوینی المتوفی ۴۷۸ ھ جن کو امام الحرمین کہا جاتا ہے ان کی رائے میں بھی ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ بڑھتا ہے یہی علامۃ الآلوسی کہتے ہیں – بعض متعصب اہل سنت نے ان علماء کے موقف کو خوارج کا موقف قرار دے دیا ہے مثلا السفارینی الحنبلی نے العقیدۃ میں یہ دعوی کیا ہے جو کسی بھی طرح صحیح نہیں ہے بلکہ خوارج تو گناہ کبیرہ والے کو کافر کہتے ہیں

دوسرا گروہ کہتا ہے : ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے

محدثین کا ایک دوسرا گروہ کہتا ہے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے گناہ کرتے وقت ایمان کم ہوتا ہے مثلا امام احمد، ابن حبان وغیرہ- محدثین کا یہ گروہ کہتا ہے الإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ، يَزِيدُ وَيَنْقُصُ – ایمان میں قول اور عمل بھی شامل ہے جو زیادہ و کم ہوتا ہے – ان محدثین کے بقول اگر کوئی عمل نہ کرے تو اس میں ایمان کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ معدوم ہو جاتا ہے – امام احمد اور ان کے ہمنوا ایمان میں گھٹنے کے قائل تھے جو قرآن سے ثابت نہیں ہے بلکہ صرف بعض روایات سے ان کو استنباط کیا گیا ہے –

اس موقف پر صحیح مسلم سے روایت پیش کی جاتی ہے

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

اگر کوئی برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے نہیں تو زبان سے نہیں تو دل میں برا ہی سمجھے اور یہ ایمان میں سب سے کمزور ہے

یہ روایت امر و بالمعروف کے لئے مشہور ہے لیکن اس میں واضح نہیں ہے اگر کوئی برائی کو دیکھے اور خلیفہ اس کو نہ سنے تو وہ کیا کرے ؟ صبر کرے یا پھر خلیفہ کا ہی قتل کرے جیسا خوارج نے کیا- راقم کے نزدیک یہ روایت حاکم سے متعلق ہے عام افراد کے لئے نہیں ہے- بطور عام آدمی ہم تعاون فی البر کریں گے، نیکی کا حکم کریں گے، برائی سے منع کریں گے لیکن اس کو بطور فرد روک نہیں سکتے مثلا آج ہر گلی نکڑ پر شرک ہو رہا ہے جو سب سے بری چیز ہے لیکن اس کو بزور بازو حاکم ہی روک سکتا ہے عام آدمی نہیں

ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے کہ خیبر والے دن ایک شخص جان باری سے لڑ رہا تھا لوگوں نے اس کے مرنے پر کہا یہ جنتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس پر غنیمت میں چادر چوری کرنے کی وجہ سے اگ چھائی ہوئی ہے

ابن حبان اس پر کہتے ہیں

فِي هَذَا الْخَبَرِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ بِالطَّاعَةِ وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ

اس خبر میں دلیل ہے کہ ایمان اطاعت سے بڑھتا اور گناہ سے کم ہوتا جاتا ہے

لیکن اس پر بھی بحث ہے کہ کیا یہ شخص واقعی ایمان والا تھا یا یہ غنیمت کے لالچ میں دکھاوے کے لئے لڑ رہا تھا کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کرائی کہ جنت میں صرف مومن جائے گا

لیکن اسی گروہ میں ایک متشدد رائے بھی ہے– ان میں سے بعض محدثین کہتے تھے کہ گناہ کرتے کرتے ایمان نام کی چیز ہی نہیں رہتی – اس بحث کا آغاز ایک روایت سے ہوتا ہے

ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لاَ يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ الخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں نہ شرابی شراب پیتے وقت اور نہ چور چوری کرتے وقت

اس روایت میں اضافہ ہے وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ اس کے توبہ ظاہر کرنی ہو گی

سنن نسائی میں اس میں اضافہ ہے فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ کہ ایسا شخص کے گلے سے اسلام کا حلقہ نکل جاتا

ہے البتہ البانی نے اس کو منکر کہا ہے
مصنف عبد الرزاق میں ہے

قَالَ مَعْمَرٌ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ زَالَ مِنْهُ الْإِيمَانُ قَالَ: يَقُولُ: الْإِيمَانُ كَالظِّلِّ
معمر نے کہا کہ ابن طاوس نے کہا ان کے باپ نے کہا کہ اگر وہ یہ افعال کرے تو ایمان زائل ہو جاتا ہے اور کہا وہ کہتے ایمان سائے کی طرح ہے

الشریعہ لاآجری کے مطابق امام سفیان ابن عیینہ سے پوچھا گیا

الإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ؟ قَالَ " أَلَيْسَ تَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ ؟ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ ، قِيلَ : يَنْقُصُ ؟ قَالَ : لَيْسَ شَيْءٌ يَزِيدُ إِلا وَهُوَ يَنْقُصُ
کیا ایمان میں کمی اور بیشی ہوتی ہے؟ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ فَزادَہُم إِیمـٰنًا اس نے ان کے ایمان میں اِضافہ کر دیا پھر ان سے پوچھا گیا کہ کیا ایمان کم بھی ہوتا ہے؟ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ جس چیز میں زیادتی واقع ہوتی ہے، اس میں کمی بھی واقع ہوتی ہے

لیکن یہ آخری قول جس چیز میں زیادتی واقع ہوتی ہے، اس میں کمی بھی واقع ہوتی ہے خالصتا قیاس ہے جس کے خلاف خود قرآن ہے کہ اس میں کمی کا ذکر ہی نہیں ہے

غیر مقلد محب اللہ شاہ راشدی فتوی میں یہی بات کہتے ہیں ملاحظہ ہو

حقیقت ایمان

سوال: ایمان بڑھتا اور کم ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا بالدلیل توجروا؟

الجواب بعون الوهاب: اعمال صالحہ اور پختہ یقین کی وجہ سے ایمان بڑھتا ہے اور بدعملی اور کم یقینی کی وجہ سے کم ہوجاتا ہے اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں کئی جگہوں پر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّ ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ﴾

(التوبة: ١٢٤)

﴿وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا﴾ (الانفال: ٢)

اور ظاہر ہے کہ جو چیز بڑھتی ہے وہ لازمی اور یقینی طور پر کم بھی ہوسکتی ہے جب قرآن سے زیادتی ایمان کا ثبوت ملا تو اس کی مخالف یہ بات ہوئی کہ ایمان ناقص یا کم بھی ہوا۔ یہ ایسی واضح حقیقت ہے جس کا سوائے کم عقل کے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا، واللہ اعلم بالصواب

یعنی خالص قیاس کیا گیا جبکہ نص صرف بڑھنے پر ہے –

مستدرک حاکم کی ایک حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِئٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، ثنا أَبُو الطَّاهِرِ، أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَخْلَقُ فِي جَوْفِ أَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلَقُ الثَّوْبُ الْخَلِقُ، فَاسْأَلُوا اللَّهَ أَنْ يُجَدِّدَ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِكُمْ»

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح کپڑا پرانا ہوتا ہے ایمان بھی ہوتا ہے پس اس کی تجدد کا اللہ سے سوال کرو

حدیث میں کپڑا پرانا ہونے کا ذکر ہے اس کے معدوم ہونے کا ذکر نہیں ہے لیکن لوگوں نے اس حدیث میں اپنی طرف سے لاحقے لگا دیے ہیں کہ کپڑا پرانا ہوتا ہے تو پھٹتا ہے اس کو کیڑے کھا جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ – یہ تمام نے محل آراء ہیں

قرآن میں ایمان کو قول طیب کہا گیا ہے اس کو ایک درخت کہا گیا اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی مثال کھجور کے درخت سے دی گئی جس میں یہ خوبی ہے کہ صرف بڑھتا ہی ہے اس کا سائز چھوٹا نہیں ہوتا تو پھر ایمان کم کیسے ہو سکتا ہے قرآن کی مثال بھی سچی ہوتی ہے – لہذا یہ قیاس باطل ہے

البیہقی شعب الایمان میں اس روایت پر لکھتے ہیں
وَإِنَّمَا أَرَادَ – وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ – وَهُوَ مُؤْمِنٌ مُطْلَقُ الْإِيمَانِ لَكِنَّهُ نَاقِصُ الْإِيمَانِ بِمَا ارْتَكَبَ مِنَ الْكَبِيرَةِ وَتَرَكَ الِانْزِجَارَ عَنْهَا، وَلَا يُوجِبُ ذَلِكَ تَكْفِيرًا بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ
اور واللہ اَعْلَمُ ان کا ارادہ ہے کہ اس مومن میں مطلق ایمان تو ہے لیکن ایمان میں نقص ہے اس گناہ کے ارتکاب سے اور اس پر جو ڈراوا ہے اس کو ترک کرنے سے اور اس پر اللہ عزوجل کی تکفیر واجب نہیں ہوتی

- یہ محدثین ہی کے اسی گروہ کا اپس میں اختلاف ہے

بعض محدثین مثلاً اِسحاق بْنَ رَاهَوَيْهِ نے اس میں متشدد رویہ اختیار کیا اور کہنا شروع کیا يَنْقُصُ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُ شَيْءٌ کہ ایمان گھٹتا جاتا ہے حتی کہ اس میں کوئی چیز نہیں رہتی- کتاب السنة از ابو بکر الخلال کے مطابق امام ابن مبارک اور اِسحاق بْنَ رَاهَوَيْهِ کا قول تھا ایمان معدوم ہو جاتا ہے – معجم ابن الأعرابي اور الإبانة الكبرى لابن بطة اور شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة از ابو قاسم اللالكائي- کے مطابق یہی موقف سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ کا تھا – یہ موقف نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے

راقم اس کے خلاف ہے اگر ایسا ہو تو گناہ کبیرہ والوں پر صرف ارتداد کی حد لگے گی اور اس سے خوارج کا موقف صحیح ثابت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض سلفی حربی تنظیموں نے زمانہ حال میں اس موقف کو پسند کیا ہے اور ان میں اور خوارج میں کوئی تفریق ممکن نہیں رہی ہے

ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن محمد بن الحسن البسیوی الأزدی ایک خارجی عالم تھے کتاب جامع إبي الحسن البسيوى، وزارة التراث القومى والثقافة، تحقیق سلیمان بابزیز میں کہتے ہیں

فقد بيَّنا ما قلنا من آيات القرآن ما يَدُلّ عَلَى ما روينا أنَّ الفاسق كافر، وأن ما قالت المعتزلة: "إن الفاسق لا مؤمن ولا كافر"، وما قالت الحشوية والمرجئة هو من الخطإ، والحقُّ ما أيَّده القرآن، وهو الدليل والبرهان.

پس ہم نے واضح کیا جو ہم نے قرانی آیات کہا کہ یہ دلالت کرتی ہیں اس پر جو ہم نے روایت کیا کہ فاسق کافر ہے اور وہ نہیں جو المعتزلۃ نے کہا کہ فاسق نہ مومن ہے نہ کافر اور نہ وہ جو الحشویۃ اور المرجۃ نے کہا کہ وہ خطا کار ہے اور حق کی تائید قرآن سے ہے جو دلیل و برہان ہے.

الخلال کے مطابق امام إِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوَيْهِ کہتے گناہ کبیرہ والے میں ایمان نام کی چیز ہی نہیں رہتی اور البیہقی کے بقول اس کے ایمان میں نقص ہے یا کمی ہے – خوارج کی رائے میں بھی گناہ کبیرہ والوں میں ایمان معدوم ہو جاتا ہے

بلکہ مسند اسحاق بن راھویہ میں اس کا الٹا قول ہے

وَقَالَ شَيْبَانُ لِابْنِ الْمُبَارَكِ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَا تَقُولُ فِيمَنْ يَزْنِي وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ وَنَحْوَ هَذَا، أَمُؤْمِنٌ هُوَ؟ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لَا أُخْرِجُهُ مِنَ الْإِيمَانِ

شیبان نے ابن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمان اپ کیا کہتے ہیں جو شراب پیے اور زنا کرے اور اسی طرح کے کام کیا وہ مومن ہے؟ ابن مبارک نے کہا یہ اس کو ایمان سے خارج نہیں کرتے

تیسرا گروہ کہتا ہے : ایمان کم نہیں ہوتا صرف بڑھتا ہے

اس میں محدثین ہیں جن کو الْاِرْجَاءِ کی رائے والے یا الْمُرْجِيَةِ کہا جاتا ہے

إسْمَاعِيلَ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَنْ مَنْ قَالَ: الْإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ؟ قَالَ: هَذَا بَرِيءٌ مِنَ الْإِرْجَاءِ
امام احمد سے سوال ہوا اس کے بارے میں جو کہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور کم ہوتا ہے – انہوں نے کہا یہ الْاِرْجَاءِ سے بَرِیءٌ (پاک) ہیں

یعنی مرجیء اس قول کے مخالف تھے ان سے منسوب مشہور قول ہے يزِيد وَلَا ينقص ایمان بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا

بہت سے مشہور محدثین مرجیء تھے یعنی ان کے نزدیک ایمان کم نہیں ہوتا صرف بڑھتا ہے مثلا امام احمد نے الْمُرْجِئَةِ میں قيس بن مُسلم المتوفی ١٢٠ ھ ،علقمة بن مرْثَد الكوفى المتوفى ١٢٠ ھ ،عَمْرو بن مرّة المتوفى 116 ھ اور مسعربن كدام الكوفى ١٥٥ ھ کو شمار کیا – عراق میں اہل حران میں سے عبد الكريم الجزري، خصيف بن عبد الرحمن الجزري المتوفى ١٤٠ ھ ، سالم بن عجلان الأفطس المتوفى 132 ھ ، علي بن بذيمة المتوفى ١٣٦ ھ (ان میں شیعیت تھی) کو امام احمد نے الْمُرْجِئَةِ میں شمار کیا – اس کے علاوہ کوفہ کے محمد بن أبان الجعفي المتوفى ١٧٠ ھ کو ان میں شمار کیا – المَدَائِنِ کے محدث شَبَابَةُ بنُ سَوَّارٍ کو الْمُرْجِئَةُ میں شمار کیا – امام ابو حنیفہ کے لئے بھی کی رائے کو بیان کیا جاتا ہے – ابو بکر الخلال کے مطابق امام احمد الْمُرْجِئَةُ کی رائے کو قَوْلٌ خَبِيثٌ کہتے تھے

اہل حدیث عالم مبشر احمد ربانی کتاب مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول و ضوابط میں لکھتے ہیں

نوٹ : کچھ گمراہ فرقے جیسے مرجیہ وغیرہ، ان کے نزدیک ایمان صرف دلی تصدیق اور اقرار کا نام ہے، لہٰذا ان کے نزدیک صرف کفر اعتقادی ہوتا ہے جو کہ درست عقیدہ نہیں ہے۔ اس طرح تو فرعون بھی اسی زمرے میں آتا ہے کہ اس نے اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کا دل سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ اللہ کے حکم سے انکار کیا تھا۔ أستغفر الله من هذه العقائد الباطلة.

راقم کہتا ہے ستارہ پرست مصری مذھب والا فرعون کب سے اللہ کی الوہیت کا قائل ہوا؟ وہ صرف اس کا قائل تھا موسی کا بھی کوئی رب ہے جو مصر میں یوسف کو بھیجتا ہے لیکن فرعون، موسی علیہ السلام سے کہتا تھا کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ یہ عذاب ہٹ جائے- مصری مذھب میں ایک ساتھ متعدد رب موجود ہو سکتے تھے-

راقم ، اہل حدیثوں سے سوال کرتا ہے کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ ہے کہ نہیں ؟ الْمُرْجِئَةُ کا قول معلوم ہے کہ ان کے نزدیک کفار میں ایمان نہیں ہے

مقالات الإسلاميين
واختلاف المصلين

تأليف
شيخ أهل السنة والجماعة الإمام
أبي الحسن على بن إسماعيل الأشعري
المتوفى فى عام ٣٣٠ من الهجرة

وكل المرجئة يقولون : إنه ليس فى أحد من الكفار إيمان بالله عز وجل .

چوتھا گروہ ایمان بڑھتا ہے اور کم پر توقف ہے یعنی کوئی رائے نہیں ہے

عمدہ القاری ج ۱ ص ۱۰۷ میں عینی نے قول پیش کیا ہے

قَالَ الدَّاودِيّ سُئِلَ مَالك عَن نقص الْإِيمَان وَقَالَ قد ذكر الله تَعَالَى زِيَادَته فِي الْقُرْآن وَتوقف عَن نَقصه وَقَالَ لَو نقص لذهب كُله

الدَّاودِیّ نے کہا: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایمان کم ہوتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالی نے اضافہ کا ذکر کیا ہے قرآن میں اور کمی پر توقف کیا ہے اور کہا اگر یہ جائے تو سب جائے گا

ترتیب المدارک کے مطابق

وقال القاضي عياض: قال ابن القاسم: كان مالك يقول: الإيمان يزيد، وتوقف عن النقصان

القاضی عیاض کہتے ہیں ابن قاسم نے کہا امام مالک کہا کرتے کہ ایمان بڑھ جاتا ہے اور کم ہونے پر توقف ہے

کتاب حاشیۃ العدوی علی شرح کفایۃ الطالب الربانی از: إبو الحسن الصعیدی العدوی (المتوفی: 1189ھ) کے مطابق قسطلانی کہتے ہیں

وَأَمَّا تَوَقُّفُ مَالِكٍ عَنْ الْقَوْلِ بِنُقْصَانِهِ فَخَشْيَةَ أَنْ يُتَأَوَّلَ عَلَيْهِ مُوَافَقَةُ الْخَوَارِجِ

اور امام مالک نے جو ایمان کم ہونے پر توقف کا قول کہا ہے تو ان کو ڈر تھا کہ کہیں ان کی بات خوارج سے موافقت اختیار نہ کر جائے

ابن تیمیہ الفتاوی ج ۷ ص ۵۰۶ کہتے ہیں

وكان بعض الفقهاء من أتابع التابعين لم يوافقوا في إطلاق النقصان عليه. لأنهم وجدوا ذكر الزيادة في القرآن، ولم يجدوا ذكر النقص، و هذا إحدى الروايتين عن مالك

اور تبع التابعین میں سے بعض فقہا ایمان پر کمی کا اطلاق نہیں کرتے کیونکہ وہ قرآن میں بڑھنے کا ذکر پاتے ہیں اور اس میں کمی کا ذکر نہیں ہے اور اسی طرح کی ایک روایت امام مالک سے بھی ہے

یعنی کم ہونے کا قرآن میں ذکر ہی نہیں ہے

کتاب المقدمات الممهدات از إبو الولید محمد بن إحمد بن رشد القرطبیّ (المتوفی: 520ھ-) کے مطابق مرنے سے قبل امام مالک نے اس رائے سے رجوع کر لیا تھا جس کو عبد الله بن نافع الصائغ سے منسوب کیا جاتا ہے- کتاب ذكر إسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذہبی (المتوفی: 748ھ-) کے مطابق صاحب مالك قال أحمد لم يكن في الحديث بذاك امام احمد کہتے ہیں اس کی حدیث ایسی مناسب نہیں –الاجری کہتے ہیں ابو داود نے کہا احمد نے کہا: ثم دخله بأخره شك ابن نافع آخری عمر میں امام مالک کے اقوال کے حوالے سے شک کا شکار تھے

عبد الرزاق سے منسوب ایک قول ہے

قال عبدالرزاق: سمعت معمراً وسفيان الثوري ومالك بن أنس، وابن جريج وسفيان بن عيينة يقولون: الإيمان قول وعمل، يزيد وينقص

عبد الرزاق آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے –إبو حاتم الرازی کہتے ہیں انکی حدیث يكتب حديثه ولا يحتج به لکھ لو دلیل نہ لو– کتاب المختلطین از العلائی (المتوفی: 761ھ-) کے مطابق سن ۲۰۰ کے بعد عبد الرزاق کی روایت صحیح نہیں ہے

البیہقی سنن میں روایت لکھتے ہیں

سمعت مالك بن أنس وحماد بن زيد.. وجميع من حملت عنهم العلم يقولون: الإيمان قول وعمل ويزيد وينقص

اسکی سند میں سوید بن سعید الحدثانی ہیں جو اختلاط کا شکار تھے اور مدلس بھی ہیں

الخلال السنہ میں إبي عثمان سعيد بن داود بن إبي زنبر الزنبري کی سند سے امام مالک کا قول پیش کرتے ہیں
قال كان مالك يقول: "الإيمان قول و عمل، يزيد وينقص

امام مالک کہا کرتے کہ ایمان قول و عمل ہے۔بڑھتا کم ہوتا ہے

دار قطنی کہتے ہیں سعيد بن داود الزنبري ضعیف ہے اور امام مالک کے حوالے سے منفرد اقوال کہتا ہے

الخلال کتاب السنہ میں ابن نافع کے حوالے سے امام مالک کا قول پیش کرتے ہیں کہ وہ کہتے ایمان کم ہوتا ہے اس کی سند میں زَكَرِيَّا بْنُ الْفَرَجِ ہے جو مجھول ہے

کتاب شرح إصول اعتقاد إہل السنة والجماعة از إبو القاسم ہبۃ اللہ اللالکائی (المتوفى: 418ھ-) میں امام مالک سے إسحاق بن محمد الفروی کی سند سے قول منسوب کیا گیا ہے۔ إسحاق بن محمد الفروی کو امام نسائی ضعیف کہتے ہیں اور الدار قطنی متروک کہتے ہیں

الغرض امام مالک سے منسوب دو آراء ہیں جن میں مالکی فقہانے اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ وہ ایمان میں کمی کے قائل نہیں تھے اور حنابلہ نے ان سے کمی والی روایات منسوب کی ہیں جن کی اسناد میں ضعف ہے

امام بخاری کی صحیح، صحيح بخاری بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ

(ایمان کے بیان میں... باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے)

میں باب کی تعلیق میں باب قائم کرنے والے نے یہ الفاظ درج کیے ہیں

وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ، وَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ،

اور ایمان کا تعلق قول اور فعل ہر سے ہے اور وہ بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے۔

پھر باب قائم کرنے والے نے وہ آیات درج کی ہیں جن میں ایمان میں بڑھوتی کا ذکر آیا ہے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ} [الفتح: 4] {وَزِدْنَاهُمْ هُدًى} [الكهف: 13] {وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى} [مريم: 76] {وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ} [محمد: 17] وَقَوْلُهُ: {وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا} [المدثر: 31] وَقَوْلُهُ: {أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا} [ص: 11] الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا} [التوبة: 124] وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: {فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا} [آل عمران: 173] وَقَوْلُهُ تَعَالَى: {وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا} [الأحزاب: 22]

ظاہر ہے قرآن میں ایمان میں کمی کا کوئی ذکر نہیں لہذا اس سے متعلق باب قائم کرنے والا کوئی نص قرانی پیش نہ کر سکا

آپ دیکھ سکتے ہیں کسی بھی آیت میں کمی کا ذکر نہیں ہے-اس کے بعد باب بنانے والے نے عمر بن عبد العزیز سے قول منسوب کیا ہے

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ: «إِنَّ لِلْإِيمَانِ فَرَائِضَ، وَشَرَائِعَ، وَحُدُودًا، وَسُنَنًا، فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الإِيمَانَ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الإِيمَانَ، فَإِنْ أَعِشْ فَسَأُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتَّى تَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنْ أَمُتْ فَمَا أَنَا عَلَى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيصٍ

عمر بن عبد العزیز نے عَدِیّ بِنْ عَدِیّ کی طرف خط لکھا کہ ایمان فرائض ہیں اور شَرائِعَ اسلام اور حدود اور سنت پس جس نے ان کو پورا کیا اس کا ایمان کامل ہوا اور جس نے پورا نہیں کیا اس کا ایمان مکمل نہ ہوا

کتاب تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری از ابن حجر عسقلانی (المتوفی: 852ھ) میں اس اثر کی سند موجود ہے جو ابن حجر کے مطابق صحیح سند ہے اس میں ثقات ہیں

وَأما أثر عمر بن عبد الْعَزِيز فأخبَرَنِي بِهِ عبد اللّٰه بن عمر بن عَليّ فِيمَا قَرَأت عَلَيْهِ أخبركُم يحيى بن يُوسُف الْمَقْدِسِي إجَازَة إِن لم يكن سَمَاعا عَن عبد الْوَهَّاب ابْن رواج الْأَزْدِيّ أَن عبد الْوَاحِد بن عَسْكَر المَخْزُومِي أخبرهُ أنا أَبُو صَادِق مرشد بن يحيى بن الْقَاسِم الْمَدِينِيّ أنا أَبُو الْقَاسِم عَليّ بن مُحَمَّد الْفَارِسِي ثَنَا الْحسن ابْن رَشِيق العسكري ثَنَا أَبُو جَعْفَر مُحَمَّد بن أَحْمد الوكيعي ثَنَا أَبُو بكر بن أبي شيبَة ثَنَا أَبُو أُسَامَة عَن جرير بن حَازِم حَدَّثَنِي عِيسَى بن عَاصِم حَدثنِي عدي ابْن عدي قَالَ كتب إِلَيّ عمر بن عبد الْعَزِيز (أما بعد) فَإِن لِلْإِيمَان فَرَائض قلت فَذكره بِحُرُوفِهِ وَهُوَ إِسْنَاد صَحِيح وَرِجَاله ثِقَات

راقم کہتا ہے سند میں ثقات کے ساتھ ساتھ سند میں ابو اسامہ مدلس کا عنعنہ ہے تو پھر یہ سند صحیح کیسے ہے؟ جو لوگ رفع الیدین اور فاتحہ خلف ایمان جیسے مسائل عمل میں ثقہ مدلس کی روایت رد کرتے ہوں وہ ایمان سے متعلق اسانید میں متساہل کیوں ہیں؟ یہ اثر صحیح سند سے نہیں ہے

باب قائم کرنے والے نے حدود کو ایمان سے ملایا ہے اور اس طرح ایمان کو اعمال سے جوڑا ہے ، دوسری طرف امام بخاری روایات بیان کرتے ہیں جن میں شرابی جنت میں جا رہا ہے یعنی جو حدود پھلانگ رہا ہے وہ بھی جنت میں جا رہا ہے جبکہ بقول تعلیق باب اس کا ایمان ناقص ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ باب امام بخاری کا قائم کردہ نہیں ہے ۔ ابواب کے بارے میں ایک حقیقت ہے جو لوگوں سے چھپائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان ابواب میں کون سا امام بخاری کا قائم کردہ ہے معلوم نہیں ہے۔ابواب لوگوں نے صحیح میں بڑھا بھی دیے تھے جب دیکھا کہ حدیث ہے باب نہیں ہے۔کتاب التعديل والتجريح , لمن خرج له البخاري في الجامع الصحيح از أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب بن وارث التجيبي القرطبي الباجي الأندلسي (المتوفى: 474هـ) کے مطابق

وَقد أخبرنَا أَبُو ذَر عبد بن أَحْمد الْهَرَوِيّ الْحَافِظ رَحمَه الله ثَنَا أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي إِبْرَاهِيم بن أَحْمد قَالَ انتسخت كتاب البُخَارِيّ من أَصله كَانَ عِنْد مُحَمَّد بن يُوسُف الْفربرِي فرأيته لم يتم بعد وَقد بقيت عَلَيْهِ مَوَاضِع مبيضة كَثِيرَة مِنْهَا تراجم لم يثبت بعْدهَا شَيْئا وَمِنْهَا أَحَادِيث لم يترجم عَلَيْهَا فأضفنا بعض ذَلِك إِلَى بعض وَمِمَّا يدل على صِحَة هَذَا القَوْل أَن رِوَايَة أبي إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي وَرِوَايَة أبي مُحَمَّد السَّرخسِيّ وَرِوَايَة أبي الْهَيْثَم الْكشميهني وَرِوَايَة أبي زيد الْمروزِي وَقد نسخوا من أصل وَاحِد فِيهَا التَّقْدِيم وَالتَّأْخِير وَإِنَّمَا ذَلِك بِحَسب مَا قدر كل وَاحِد مِنْهُم فِي مَا كَانَ فِي طرة أَو رقْعَة مُضَافَة أَنه من مَوضِع مَا فأضافه إِلَيْهِ وَيبين ذَلِك أَنَّك تَجِد ترجمتين وَأَكْثر من ذَلِك مُتَّصِلَة لَيْسَ بَينهمَا أَحَادِيث وَإِنَّمَا أوردت هَذَا لما عني بِهِ أهل بلدنا من طلب معنى يجمع بَين التَّرْجَمَة والْحَدِيث الَّذِي يَليهَا وتكلفهم فِي تعسف التَّأْوِيل مَا لَا يسوغ وَمُحَمّد بن إِسْمَاعِيل البُخَارِيّ رَحمَه الله وَإِن كَانَ من أعلم النَّاس بِصَحِيح الحَدِيث وسقيمه فَلَيْسَ ذَلِك من علم الْمعَانِي وَتَحْقِيق الْأَلْفَاظ وتمييزها بسبيل فَكيف وَقد روى أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي الْعلَّة فِي ذَلِك وَبَينهَا إِن الحَدِيث الَّذِي يَلِي التَّرْجَمَة لَيْسَ بموضوع لَهَا ليَأْتِي قبل ذَلِك بترجمته وَيَأْتِي بالترجمة الَّتِي قبله من الحَدِيث بِمَا يَلِيق بهَا

أَبُو ذر عبد بن أَحْمد الْهَرَوِيّ نے خبر دی الْمُسْتَمْلِي نے کہا میں نے وہ نسخہ نقل کیا جو الفربری کے پاس تھا پس میں نے دیکھا یہ ختم نہیں ہوا تھا اور اس میں بہت سے مقامات پر ترجمہ یا باب قائم کیے ہوئے تھے جس میں وہ چیزیں تھیں جو اس باب کے تحت ثابت نہیں تھیں اور احادیث تھیں جن کے تراجم (یا ابواب) نہ تھے پس ہم نے ان میں اضافہ کیا بعض کا بعض میں اور اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ الْمُسْتَمْلِي اور السَّرخسِيّ اور الْكشميهني اور ابی زید الْمروزِي نے سب نے ایک ہی نسخہ سے نقل کیا ہے جس میں تقدیم و تاخیر تھی اور یہ اس وجہ سے تھا کہ ان سب کی حسب مقدار جو طرۃ میں تھا یہ اضافی رقْعَة پر موجود تھا جو اس مقام پر لگا تھا اس کا اضافہ کیا گیا اور اس کی تبین ہوتی ہے کہ دو ابواب ایک سے زیادہ مقام پر ہیں اور ابواب ملے ہیں حدیث نہیں ہے اور ایسا ہی مجھ کو ملا جب اہل شہر نے مدد کی کہ ابواب کو حدیث سے ملا دیں اور تاویل کی مشکل جھیلی جو امام بخاری کے نزدیک تھی اور اگرچہ وہ لوگوں میں حدیث کے صحیح و سقم کو سب سے زیادہ جانتے تھے لیکن علم معنی اور تحقیق الفاظ اور تمیز میں ایسے عالم نہیں تھے تو کیسے (ابواب کی تطبیق حدیث سے) کرتے ۔ اور الْمُسْتَمْلِي نے اس کی علت بیان کی کہ ایک حدیث اور اس سے ملحق باب میں حدیث ہوتی ہے جو موضوع سے مناسبت نہیں رکھتی

صحیح البخاری کو بغور دیکھا جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری ایمان میں کمی کے قائل نہیں تھے ۔

انھوں نے روایت پیش کی

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جو کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شراب پیئے دنیا میں اور توبہ نہ کرے اس پر یہ آخرت میں حرام ہو گی

اس روایت میں اضافہ بھی ہے

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ , وَإِنْ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ

وہ جنت میں بھی داخل ہو جائے تو شراب اس پر حرام ہو گی

البانی الصَّحِيحَة: 2634 میں اس کو صحیح کہتے ہیں اور زیادت کو زیادۃ جیدۃ کہتے ہیں

یعنی ابو ہریرہ اور ابن عباس کی روایت میں تھا شرابی مومن نہیں اس سے توبہ کرائی جائے اور اس ابن عمر کی روایت سے ثابت ہوا وہ مومن ہی تھا اس پر آخرت میں شراب حرام ہو گی

اِبْن العَرَبِیّ کہتے ہیں کہ شراب اور ریشم حرام والی حدیثوں سے ظاہر ہے کہ وہ اس کو جنت میں نہیں ملیں گی

ظَاهِرُ الْحَدِيثَيْنِ أَنَّهُ لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ فِي الْجَنَّةِ

مسند الموطأ للجوہری از أَبُو القَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ مُحَمَّدٍ الغَافِقِيُّ، الجَوْهَرِيُّ المالکی (المتوفى: 381ھ) کہتے ہیں

قِيلَ: وَإِنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَنْسَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا حَتَّى لَا يَشْتَهِيهَا

اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو گا لیکن اس کو بھلا دیا جائے گا اور اس کو خواہش نہ ہو گی

لیکن جو لوگ گناہ کبیرہ کرنے والے میں ایمان کی کمی کے قائل ہیں انہوں نے اس سے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی ہے مثلا البغوی (المتوفی: 516ھ) کتاب شرح السنة میں کہتے ہیں وعيدٌ بِأَنَّهُ لَا يدْخل الْجنَّة یہ شخص جنت میں نہیں جائے گا

ابو قاسم اللالکائی المتوفی ۴۱۸ ھ کی کتاب السنہ میں امام بخاری سے ایک قول منسوب کیا ہے جس کو ابن حجر نے فتح الباری میں نقل کر کے دعوی کیا ہے کہ اس کی سند ان کے مطابق صحیح ہے کہ امام بخاری نے کہا

لَقِيتُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفِ رَجُلٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِالْأَمْصَارِ , فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يَخْتَلِفُ فِي أَنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ، وَيَزِيدُ وَيَنْقُص

میں نے (مختلف) شہروں میں ایک ہزار سے زائد علماء زمانہ سے ملاقات کی ہے۔ان میں سے کوئی بھی ایمان کے قول و عمل ہونے اور اس کے کم وزیادہ ہونے میں اختلاف نہیں کرتا تھا

کتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة از أبو القاسم هبة الله اللالكائي (المتوفى: 418هـ) کی سند ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ الْهَرَوِيُّ , قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ , قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى الْجُرْجَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبُخَارِيَّ بِالشَّاشِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ: " لَقِيتُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

اسکی سند میں أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى الْجُرْجَانِيُّ مجهول الحال ہے۔ سند میں أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبُخَارِيَّ بھی ہیں جو کتاب محاسن الاسلام وشرائع الاسلام کے مصنف ہیں لیکن وہ بذات خود اپنی کتاب محاسن الاسلام میں ایمان کی کمی زیادتی پر ایک لفظ نہیں کہتے۔اس کے علاوہ جو بات امام بخاری نے اپنی سب سے اہم کتاب جامع الصحیح میں نہیں لکھی وہ ان کے کان میں پھونک دی ہوئی عجیب بات ہے۔لہذا یہ قول جو امام بخاری سے منسوب ہے ثابت نہیں ہے

امام بخاری نے صحیح کتاب الحیض، باب 6: ترک الحائض الصوم میں روایت پیش کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے فرمایا

مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ

باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقلمند اور تجربہ کار آدمی کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا

بعض علماء مثلا ابن العثیمین (کتاب تفسیر الفاتحۃ والبقرۃ) نے اس سے ایمان میں کمی ہونے کا قول لیا ہے جبکہ یہ بات عورتوں کے لئے عام ہے کہ ان کو حیض آتا ہے جو ایمان میں کمی نہیں ہے بلکہ دین میں ان پر کمی ہے کہ وہ روزہ اور نماز اس حالت میں پڑھیں

روایت زانی، زنا کرتے وقت مومن نہیں وغیرہ کے حوالے سے یہ بات موجود ہے کہ خود محدثین کو اس روایت کی تفسیر نہیں پہنچی –
العلل دار قطنی میں ہے کہ زانی والی روایت پر
قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ فَنَفَرَ.

امام الأوزاعیؒ نے کہا: میں نے امام الزہری سے اس کی تفسیر پوچھ تو وہ بھاگ لئے
اسی میں ہے کہ الأوزاعیؒ نے پوچھا
فَقُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا فَمَهْ؟ قَالَ: فَنَفَرَ عَنْ ذَلِكَ
میں نے الزہری سے پوچھا اگر مومن نہیں رہا تو پھر کیا تھا؟ پس الزہری چلے گئے

یعنی امام الزہری نے امام مالک کی طرح توقف کا موقف اختیار کیا اور گمان غالب ہے یہی امام الأوزاعیؒ کا بھی موقف ہو گا

الغرض یہ محدثین کا اختلاف ہے

بعض کہتے ہیں (مثلا البیہقی، ابن حبان) کم ہو جاتا ہے ختم نہیں ہوتا
بعض کہتے ہیں (مثلا سفیان ابن عیینہ) ایمان کم ہوتے ہوتے معدوم ہو جاتا ہے
بعض کہتے ہیں (مثلا امام الزہری) گناہ کے وقت پتا نہیں مومن تھا یا نہیں اس سوال سے فرار کرتے ہیں

بعض کے نزدیک (مثلا امام مالک) قرآن میں اس پر صریحا کمی کا ذکر نہیں ہے -امام بخاری روایات لاتے ہیں جن میں گناہ کبیرہ والے بغیر توبہ کیے جنت میں جاتے ہیں

بہر حال ۶۰۰ ہجری تک یہ موقف بن چکے تھے –کتاب الفنون از ابن عقیل میں ہے

اشاعرہ کا قول ہے : ایمان نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے

خوارج کے باقی رہ جانے والے فرقوں میں سے اباضیہ کا قول ہے کہ عاصی ایمان سے نکل کر حالت کفر میں چلا جاتا ہے

معتزلہ کا قول ہے نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ فاسق ہے اس حالت کو منزل بین المنزلتین کا نام دیا گیا

صحیح مسلم کی حدیث ہے :

محمد بن مثنی، محمد بن بشار، معاذ بن ہشام قتادہ، ابی صدیق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننانوے جانوں کو قتل کیا پھر اس نے اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا پس اس کی ایک راہب کی طرف راہنمائی کی گئی وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا اس نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہے کیا اس کے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے اس نے کہا نہیں پس اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے پھر زمین والوں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی اس نے کہا میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے تو اس نے کہا جی ہاں اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے تم اس اس جگہ کی طرف جاؤ وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں تو بھی ان کے ساتھ عبادت الہی میں مصروف ہو جا اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھے راستے پر پہنچا تو اس کی موت واقع ہو گئی پس اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ توبہ کرتا ہوا اور اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا پس پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی

کی صورت میں آیا اسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا تو اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیائش کر لو پس وہ دونوں میں سے جس زمین سے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہو گا پس انہوں نے زمین کو ناپا تو اسی زمین کو کم پایا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا پس پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کر لیا حسن رحمۃاللہ علیہ نے کہا ہمیں ذکر کیا گیا کہ جب اس کی موت واقع ہوئی تو اس نے اپنا سینہ اس زمین سے دور کر لیا تھا (جہاں سے وہ چلا تھا)۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے :

ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے حسن اور ابن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک فاحشہ عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزر رہی تھی، جو ایک کنویں کے قریب کھڑا ہوا پیاسا ہانپ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے ابھی مر جائے گا۔ اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر پانی نکالا اور اس کتے کو پلا دیا، تو اس کی بخشش اسی (نیکی) کی وجہ سے ہو گئی۔“

یہ تمام موحد تھے لیکن اللہ جب چاہے اپنے غضب کو رحمت سے بدل سکتا ہے اور اپنی رحمت کو اپنے قہر سے۔

ترک نماز پر تکفیر کرنا

سلفی، وہابی ، اہل حدیث اور جدید دیو بندی فرقوں میں سے بعض کے
نزدیک ترک نماز کا گناہ گار فاسق نہیں ، کافر ہے – یہاں ان کے اقوال
کی بے بضاعتی پر غور کیا گیا ہے

دور نبوی میں تارک نماز کفر کی نشانی تھا کیونکہ منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم نہیں کرتے تھے اس پر وعید تھی کہ نماز میں تساہل کرتے ہیں
اللہ کو بھول چکے ہیں یتیم کو مال نہیں دیتے جہاد میں مال نہیں دیتے لہذا یہ بات ایک چیک تھی کہ کون نماز پڑھ رہا ہے کون تساہل دکھا رہا ہے

بغوی شرح السنہ میں کہتے ہیں
اختلف أهل العلم في تكفير تارك الصلاة المفروضة عمداً، فذهب إبراهيم النخعي وابن المبارك وأحمد وإسحاق إلى تكفيره ... وذهب الآخرون إلى أنه لا يكفَر ... وقال حماد بن زيد ومكحول ومالك والشافعي: تارك الصلاة يقتل كالمرتد، ولا يخرج به عن الدين. وقال الزهري: وبه قال أصحاب الرأي: لا يقتل، بل يحبس ويضرب حتى يصلي، كما لا يقتل تارك الصوم والزكاة والحج.

اہل علم کا اختلاف ہے کہ نماز فرض کو جان بوجھ کر ترک کرنے والا کافر ہے یا نہیں پس إبراهيم النخعي وابن المبارك وأحمد وإسحاق تکفیر کی طرف مذھب رکھتے ہیں اور باقی اس پر تکفیر نہیں کرتے ... حماد بن زيد ومكحول ومالك والشافعي کہتے ہیں کہ اس کو مرتد کی طرح قتل کیا جائے اور امام الزہری اور اصحاب رائے کہتے ہیں قتل نہیں کیا جائے بلکہ قید کیا جائے اور پٹائی کی جائے یہاں تک کہ نماز پڑھے ایسے ہی جیسے روزہ زکوہ اور حج نہ کرنے والے کو قتل نہیں کیا جاتا

اہل حدیث طالب الرحمان کا کتاب آیئے عقیدہ سیکھے میں فتوی ہے کہ نماز ادا نہ کرنے والا واجب القتل ہے

کا زبان سے اقرار اور دل سے یقین کرنا کہلاتا ہے۔

س۔ کیا توحید کو ماننے کی بجائے شرک کرنے والے کو باقی ارکان پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا؟

ج۔ توحید نہ ماننے والے اور شرک کرنے والے کو نماز۔ روزہ۔ زکوۃ اور حج کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

س۔ نماز نہ پڑھنے والوں کا کیا جرم ہے؟

ج۔ عمداً نماز نہ پڑھنے والے کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

س۔ جو شخص زکوۃ کا انکار کردے اس کا جرم کتنا بڑا ہے؟

ج۔ ایسا شخص واجب القتل ہے۔

س۔ کیا ارکان اسلام پر عمل ضروری ہے؟

ج۔ ہاں۔ ارکان اسلام پر عمل کر کے ہی کوئی شخص مسلمان رہ سکتا ہے اور جنت کا حق دار بن سکتا ہے۔

س۔ اگر کسی شخص کی تبلیغ سے کوئی شخص ارکان اسلام پر عمل

اہل حدیث عالم توصیف الرحمان کے نزدیک بے نمازی کافر ہے

https://www.youtube.com/watch?v=kcUQdrdbhQY&feature=youtu.be

غیر مقلدین کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے دیوبندی عالم طارق مسعود کہتے ہیں بے نمازی کافر ہے

https://www.youtube.com/watch?v=kcUQdrdbhQY&feature=youtu.be

صوفیاء جو اکثر بے نمازی تھے ان میں اس بنیاد پر قتل کا حکم نہیں کیا جاتا تھا لیکن دیوبندی اور صوفی حربی تنظیموں نے تصوف کو اپنا کر کرائے پر لئے گئے سلفی موقف کو بھی بیان کرنا شروع کر دیا ہے –اس ملاپ کے نتیجے میں جو حربی تنظیمین وجود میں آئی ہیں وہ ان بچوں کی طرح ہیں جن کے ماں باپ اجنبی تہذیبوں کے ہوتے ہیں اور وہ کسی بھی تہذیب سے جڑ نہیں پا رہے ہوتے

صحیح مسلم میں ہے
حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ»
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان اور کفر و شرک کے درمیان ترک صلوۃ حد فاصل ہے

محمد بن مسلم بن تدرس القرشی الأسدی، ابو الزبیر المکی پر ابو حاتم کا حکم ہے لا یحتج بہ اس سے دلیل مت لینا
محدثین کا کہنا ہے کہ لیث کی سند سے ابو زبیر کی روایت لی جائے اور یہ متن لیث کی سند سے معلوم نہیں ہے

أَبُو الزُّبَيرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بنِ تَدْرُسَ کے علاوہ أَبُو سُفْيَانَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ نے بھی اس کو جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

أَبُو سُفْيَانَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ کا سماع جابر سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے ہاتھ کوئی صحیفہ لگا جس سے اس نے روایت کرنا شروع کر دیا تھا
بخاری کے استاد ابن المدینی کا حکم ہے کانوا یضعفونہ فی حدیثہ
محدثین اس کی احادیث کی تضعیف کرتے تھے

ابن ماجہ میں ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ

سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ

انس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ بندے اور شرک کے درمیان کچھ نہیں سوائے ترک نماز کے جس نے نماز کو ترک کیا اس نے یقیناً شرک کیا۔

اس کی سند میں یزید بن اَبَان الرقاشی بصری ہے اور امام شُعْبَة کا کہنا تھا اس سے روایت کرنا زنا سے بھی بدتر ہے

زيد بن هارون يقول: سَمعتُ شُعْبَة يقول لأن أزني أحب إلي من أن أحدث عَن يزيد الرقاشي.

مصنف ابن ابی شیبہ اور ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ , عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ بُرَيْدَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ , فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

ہمارے اور غیر مسلموں کے درمیان نماز کا ہی تو عہد ہے، جس نے نماز کو ترک کیا اس نے یقیناً کفر کیا۔

سند میں حسین بن واقد کو احمد نے لیس بذاک قرار دیا ہے

صحیح ابن حبان پر تعلیق میں شعیب الأرنؤوط نے لکھا ہے

ولفظ الكفر الوارد في هذا الحديث محمول على سبيل التغليظ، والتشبيه له بالكفار، لا على الحقيقه،

اس میں کفر کا حقیقت پر نہیں ہے بلکہ تشبیہ ہے

شرح مشكل الآثار از أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321هـ) میں ہے

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَارِكِ الصَّلَاةِ كَمَا ذَكَرْنَا، فَجَعَلَهُ بَعْضُهُمْ بِذَلِكَ مُرْتَدًّا عَنِ الْإِسْلَامِ، وَجَعَلَ حُكْمَهُ حُكْمَ مَنْ يُسْتَتَابُ مِنْ ذَلِكَ، فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ، مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَجْعَلْهُ بِذَلِكَ مُرْتَدًّا، وَجَعَلَهُ مِنْ فَاسِقِي الْمُسْلِمِينَ وَأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْهُمْ، وَمِمَّنْ قَالَ بِذَلِكَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ، وَأَصْحَابُهُ

اہل علم کا اختلاف ہے کہ تارک نماز کے بارے میں جس کا ہم نے ذکر کیا تو بعض نے اس کو اسلام سے ارتداد قرار دیا ہے اور اس پر توبہ کا حکم کیا ہے اور اگر نہ کرے تو قتل کیا جائے ان علماء میں ہیں امام شافعی اور وہ جنھوں نے اس کو ارتداد قرار نہیں دیا بلکہ مسلمان فاسق اور کبائر کا مرتکب قرار دیا ان میں ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب

قرطبیؒ کہتے ہیں جس کا حوالہ مبشر احمد ربانی نے اپنی کتاب میں دیا ہے[2]

---

[2]

دوسری طرف اس صحیح بخاری کی حدیث کو دیکھیں

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَيْلَةً، فَقَالَ: «أَلاَ تُصَلِّيَانِ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: {وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا} [الكهف: 54]

حسین بن علی رضی سے روایت ہے کہ مجھے علی رضی نے بتایا ایک رات رسولؐ ان کے اور فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا ہماری جان اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے جب اٹھانا چاہتا ہے اُٹھ جاتے ہیں ۔جب ہم نے یہ کہا کہ آپ لوٹ گئے اور ہماری طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے پھر میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے ۔انسان سب سے بڑا جھگڑالو ہے

علی کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے تھے- اس کو پیش کیا ہے اس حدیث کو صحیح سمجھا جائے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے غور کریں- اس حدیث کی شرح میں لکھا گیا ہے کہ نماز تہجد کا ذکر ہے – لیکن نماز تہجد تو نفل نماز ہے اور تمام اصحاب رسول اس کو نہیں پڑھتے تھے- احادیث میں کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کا ذکر ملتا ہے کیونکہ وہ ان کے لئے زائد تھی جس کا حکم قرآن میں ہے لیکن امہات المومنین اس وقت سو رہی ہوتی تھیں – حدیث میں اتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیر سمیٹ لیتی جب رسول اللہ سجدہ کرتے – اسی طرح میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ابن عباس رضی اللہ رکے کہ وہ نماز تہجد کا حال دیکھ سکیں - اس میں بھی ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نماز میں شامل نہیں ہوئیں – معلوم ہوا کہ امہات المومنین مسلسل نماز تہجد نہیں پڑھتی تھیں – اب اگر یہ بات ہے تو بیٹی داماد سے کیسے اصرار کیا جا سکتا ہے کہ

مسئلہ تکفیر اور اسکے اصول وضوابط — 72

پھر یہ اختلاف ہے کہ تارک نماز کو بطور کفر قتل کیا جائے گا یا بطور حد۔ جو پہلے مذہب کی طرف گئے ہیں وہ امام احمد ابن حنبل، عبد اللہ بن المبارک، اسحاق بن راہویہ اور ہمارے اصحاب میں سے عبد الملک بن حبیب ہیں اور یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔
اور جو دوسرے مذہب کی طرف گئے ہیں (یعنی تارک نماز کو بطور کفر نہیں بلکہ بطور حد قتل کیا جائے گا) تو ان میں سے امام مالک، امام شافعی اور بہت سارے اہل علم ہیں جنھوں نے کہا:
''جب اس پر نماز پیش کی جائے اور وہ ادا نہ کرے تو بطور حد اسے قتل کیا جائے گا۔''

گناہ کبیرہ کے مرتکب کو حنبلی و سلفی علماء کافر قرار دیتے ہیں—دوسری طرف جب ان علماء کی عقائد میں گمراہیاں ثابت ہوتی ہیں تو یہی علماء انکار آیات کو گناہ کبیرہ نہیں اجتہادی خطا قرار دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ امام ابن عبد البر التمہید لا بن عبد البر میں لکھتے ہیں

وہ مسلسل تہجد پڑھیں؟ لہذا ظاہر ہے یہ حدیث تہجد کی نماز کے بارے میں نہیں بلکہ نماز فجر کے بارے میں ہے
–

الإفصاح عن معاني الصحاح میں یحیی بن (هُبَيْرَة بن) محمد بن هبيرة الذهلي الشيبانيّ، أبو المظفر، عون الدين (المتوفى: 560هـ) یہی لکھتے ہیں کہ یہ نماز فجر کا ذکر ہے

وفيه دليل على أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كان دخوله إليهما في وقت صلاة الفجر، وإنما أحب لهما إدراك الفضيلة في أول الوقت

اور اس میں دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نماز فجر کے وقت گئے اور انہوں نے ان دونوں کے لئے پسند کیا کہ وہ اول وقت کی فضیلت کو جان لیں

راقم بعض دیگر وجوہات کی بنا پر بھی اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتا لیکن اس کا ذکر کرنا یہاں ضروری ہے تاکہ قارئین جان سکیں

اہل السنت والجماعت جو کہ اہل الفقہ والاثر ہیں ان کا اس پر اتفاق ھے کہ کسی شخص کو اس کا گناہ اگرچہ وہ کبیرہ ھو اسلام سے خارج نہیں کرتا اور اہل البدع نے ان کی مخالفت کی ھے یقینی طور پر واجب ھے کہ کسی شخص کی تکفیر نہ کی جائے مگر جس کی تکفیر پر سب متفق ھوں یا اس کی تکفیر پر کتاب وسنت کی ایسی دلیل قائم ھو جس کا کوئی معارض نہ ھو۔

عبداللطیف آل شیخ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ بیان کرتے ھوئے مجموعہ الرسائل میں لکھتے ہیں

محمد بن عبدالوہاب کسی کی تکفیر نہیں کرتے مگر شرک اکبر کے مرتکب اور اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر یا ان میں سے کسی چیز کے ساتھ کفر جس پر مسلمانوں کا اجماع ھے اور یہ بھی قیام حجت اور معتبر بلوغ حجت کے بعد جیسے اس شخص کی تکفیر جس نے صالحین کی عبادت کی اور اللہ کے ساتھ ان کو بھی پکارا اور عبادات والوہیت میں ان کو حصہ دار بنایا جو کہ اللہ کی مخلوق پر حق ھے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے صرف اسے کافر کہا ھے جسے اللہ اور اس کے رسول نے کافر قرار دیا اور اس کے کفر پر امت کا اجماع ھو گیا جیسے وہ شخص جو اللہ رب العالمین کے لئے آلہ اور حصہ دار بنالیتا ھے۔

شیخ سلیمان بن سحمان محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں لکھتے ہیں

انھوں نے صرف اس شخص کی تکفیر کی ھے جس کی تکفیر اللہ اور اس کے رسول نے کی ھے اور اس کی تکفیر پر امت کا اجماع ھے۔

آئمہ نجد کے فتاوی میں مرقوم ھے کہ

جس کے کفر ھونے میں علماء کا آپس میں اختلاف ھو تو دین کے لئے احتیاط یہ ھے کہ اس میں توقف کیا جائے اور جلدی نہ کی جائے جب تک اس مسئلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صریح نص نہ ھو۔

یہ اقوال تضاد کا منہ بولتا ثبوت ہیں- وہ فتنہ ہے جو عرب میں برپا ہوااور لوگوں کا قتل ہواجو خود وہابیوں کے نزدیک کافر ومشرک نہیں تھے، نہ ان کے کفر پر اجماع تھا یعنی خلافت عثمانیہ کے ترک و عرب اہلکار- جب عالم یہ ہے کہ قبر کی مجاورت کرنے والا، صالحین سے توسل لینے والا کافر نہیں، تو علمائے نجد کا ترکوں کو کا قتل کرنا صرف فساد فی الارض ہوا—

التتار (منگول) مسلمان نہیں

تاتاری بقول ابن تیمیه مسلمان نہیں تھے کیونکہ وہ حج نہیں کرتے تھے – اس حوالے سے تاریخ سے معلوم ہے که دمشق پر حمله آور تاتاری ، مسلمان ہو گئے تھے لیکن مصریوں و شامیوں سے ان کی جنگ کی وجه سے عرب ان کو مسلمان تسلیم نہیں کرنا چاہتے تھے

مصری حاکم المنصور سيف الدين قلاوون الألفي الصالحي (ولد بالقاہرة فی 684ه‍-/1285-توفی بالقاہرة فی 741 ه‍-) جو ایک بدعتی حاکم تھا[3]-

---

[3] اسی کے حکم پر گنبد الخضرا بنایا گیا تھا اور حق گو علماء نے مخالفت کی تھی بقول سعودی مفتی یہ دور جهل تها

بيان الحكم في القبة الخضراء على قبره عليه الصلاة والسلام : نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گنبد الخضراء کا حکم میں سعودی عرب کے مفتی عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفى: 1420هـ) اپنے فتوی جو کتاب فتاوی نور علی الدرب ج ٢ ص ٣٣٢ میں چھپا ہے میں کہتے ہیں کہ

لا شك أنه غلط منه، وجهل منه، ولم يكن هذا في عهد النبي – صلى الله عليه وسلم – ولا في عهد أصحابه ولا في عهد القرون المفضلة، وإنما حدث في القرون المتأخرة التي كثر فيها الجهل، وقل فيها العلم وكثرت فيها البدع، فلا ينبغي أن يغتر بذلك

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ غلطی ہے اور جهل ہے، اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہ تھا، نہ ہی صحابہ کے دور میں تھا ، نہ ہی قرون اولی میں تھا، اور بے شک اس کو بعد میں آنے والے زمانے میں بنایا گیا جس

ابن تیمیہ نے سلطان قلاوون الصالحي کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا لیا اور اس کے کسی عمل پر اس کے خلاف فتویٰ نہیں دیا۔

اس کے دور میں تاتاری مسلمان دمشق پر حملہ کرنا چاہتے تھے اور قلاوون کے بعد اس کے بیٹے مملکوک حاکم ہوئے۔

میں جهل کی کثرت تھی اور علم کی کمی تھی اور بدعت کی کثرت تھی پس یہ جائز نہیں کہ اس سے دھوکہ کھایا جائے

ج۲ ص ۳۳۹ مزید کہتے ہیں

وأما هذه القبة فهي موضوعة متأخرة من جهل بعض الأمراء، فإذا أزيلت فلا بأس بذلك، بل هذا حق لكن قد لا يتحمل هذا بعض الجهلة، وقد يظنون بمن أزالها بأنه يس على حق، وأنه مبغض للنبي عليه الصلاة والسلام،

اور یہ جو گنبد ہے تو یہ بعد میں انے والوں بعض امراء کے جهل کی وجہ سے بنا، اگر اس کو گرایا جائے تو کوئی برائی نہیں، بلکہ یہی حق ہے لیکن کچھ جاہل لوگ ایسا نہیں لیتے، اور گمان کرتے ہیں کہ اس کے ہٹانے کو حق نہیں سمجھتے اور اس کو النبي عليه الصلاة والسلام سے نفرت کا اظہار سمجھتے ہیں انتھی

ابن تیمیہ نے فتوی میں یہ تک کہا کہ جس نے کہا میں گنبد الخضرا گرانا چاہتا ہوں وہ مجھ پر بہتان باندھ رہا ہے - مؤلفات الشيخ 6/ 12 القسم الخامس 3 /ـ 7.8 الرسالہ الاولی

ابن تیمیہ لکھتا ہے
جب هم اس بندے کی تکفیر نہیں کرتے جو احمد بدوی کی قبر کی عبادت کرتا هے کہ وہ جاہل هے اور اس کو کوئی بتانے والا نہیں هے تو هم غیر مشرک کی تکفیر کیوں کریں ۔ ... مجھ پر بہتان تراشیاں کرنے والے کہتے ہیں کہ میں اولیائے کرام سے توسل کرنے والوں کو کافر کہتا هوں اور بوصیری کی اس کے قول یا اکرم الخلق کی وجہ سے تکفیر کرتا هوں ۔ اور کہتا هوں کہ اگر قبة الرسول گرانے پر قادر هوا تو گرا دوں گا ۔اور کعبہ پر مجھے قدرت هوئی تو اس کا پرنالہ اتار کر لکڑی کا پرنالہ لگا دوں گا ۔ اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت حرام سمجھتا هوں اور والدین وغیرهما کی قبروں کی زیارت کا منکر هوں اور جو غیر اللہ کی قسم اٹھاتا هے اسے کافر کہتا هوں
اور ابن الفارض اور ابن عربی کی تکفیر کرتا هوں اور دلائل الخیرات اور روض الریاحین کو جلاتا هوں اور اس کا نام روض الشیاطین رکھتا هوں ان تمام الزامات کا میری طرف سے ان مسائل میں یہی جواب هے ۔

ابن تیمیہ نے فتوی دیا کہ مصر پر حملہ کرنے والے تاتاری مسلمان ہی نہیں بلکہ یہ کسی اور کتاب آیا سق پر عمل کرتے ہیں-ابن تیمیہ نے اس بدعتی حاکم کے حق میں جہاد کیا کہ ایک مقام پر ابن تیمیہ کو جھنڈا دے کر کھڑا کر دیا گیا- عربوں کو تاتاری مسلمانوں سے خوف لاحق ہوا اور انہوں نے ان کو غیر مسلم قرار دے دے

مجموع فتاوی ابن تیمیہ (جلد 28، صفحہ 522) میں ابن تیمیہ لکھتا ہے

قال أكبر مقدميهم الذين قدموا إلى الشام وهو يخاطب رسل المسلمين ويتقرب إليهم بأنا مسلمون. فقال هذان آيتان عظيمتان جاءا من عند الله محمد وجنكسخان. فهذا غاية ما يتقرب به أكبر مقدميهم إلى المسلمين أن يسوي بين رسول الله وأكرم الخلق عليه وسيد ولد آدم وخاتم المرسلين وبين ملك كافر مشرك من أعظم المشركين كفرا وفسادا وعدوانا من جنس بخت نصر وأمثاله. وذلك أن اعتقاد هؤلاء التتار كان في جنكسخان عظيما فإنهم يعتقدون أنه ابن الله من جنس ما يعتقده النصارى في المسيح ويقولون إن الشمس حبلت أمه وأنها كانت في خيمة فنزلت الشمس من كوة الخيمة فدخلت فيها حتى حبلت. ومعلوم عند كل ذي دين أن هذا كذب. وهذا دليل على أنه ولد زنا وأن أمه زنت فكتمت زناها وادعت هذا حتى تدفع عنها معرة الزنا وهم مع هذا يجعلونه أعظم رسول عند الله في تعظيم ما سنه لهم وشرعه بظنه وهواه حتى يقولوا لما عندهم من المال. هذا رزق جنكسخان ويشكرونه على أكلهم وشربهم وهم يستحلون قتل من عادى ما سنه لهم هذا الكافر الملعون المعادي لله ولأنبيائه ورسوله وعباده المؤمنين. فهذا وأمثاله من مقدميهم كان غايته بعد الإسلام أن يجعل محمدا صلى الله عليه وسلم بمنزلة هذا الملعون. ومعلوم أن مسيلمة الكذاب كان أقل ضررا على المسلمين من هذا وادعى أنه شريك محمد في الرسالة وبهذا استحل الصحابة قتاله وقتال أصحابه المرتدين "

https://archive.org/stream/mfsiaitmmfsiaitm/mfsiaitm28#page/n520/mode/2up

ترجمہ

ان اسلام کے مدعی تاتاریوں میں سے جو لوگ شام آئے۔ان میں سب سے بڑے تاتاری نے مسلمانوں کے پیام بروں (نمائندوں) سے خطاب کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو مسلمان اور ان کے قریب ثابت کرتے ہوئے کہا: یہ دو عظیم نشانیاں ہیں جو اللہ کی طرف سے آئی ہیں۔ان میں سے ایک محمد عربی ہیں اور دوسرا چنگیز خان ہے۔پس یہ ان کا وہ انتہائی عقیدہ ہے جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کا قرب تلاش کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے رسول جو مخلوق میں سے سب سے بزرگ' اولاد آدم کے سردار اور نبیوں کی مہر ہیں انہیں اور ایک کافر اور مشرکین میں سب سے بڑھ کر مشرک فسادی ظالم اور بخت نصر کی نسل کو برابر قرار دیا-ان تاتاریوں کا چنگیز خان کے بارے عقیدہ بہت ہی گمراہ کن تھا۔ان نام نہاد مسلمان تاتاریوں کا تو یہ عقیدہ تھا کہ چنگیز خان اللہ کا بیٹا ہے اور یہ عقیدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسائیوں کا

عیسیٰ مسیح کے بارے عقیدہ تھا۔ یہ تاتاری کہتے ہیں کہ چنگیز خان کی ماں سورج سے حاملہ ہوئی تھی۔ وہ ایک خیمہ میں تھی جب سورج خیمہ کے روشندان سے داخل ہوا اور اس کی ماں میں گھس گیا۔ پس اس طرح اس کی ماں حاملہ ہو گئی۔ ہر صاحب علم یہ بات جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے... اور اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ چنگیز خان زانیہ کی ناجائز اولاد تھا، اس کی ماں نے اپنے زنا پر پردہ ڈالنے کیلئے یہ سورج سے حاملہ ہونے کی کہانی گھڑ سنائی، اس کے ساتھ ان تاتاریوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ چنگیز خان کو اللہ کا عظیم ترین رسول قرار دیتے ہیں کیونکہ چنگیز خان نے اپنے گمان سے ان کے لیے جو قوانین جاری کیے ہیں یا مقرر کیے ہیں یہ ان قوانین کی تعظیم کرتے ہیں، اور ان کا معاملہ تو یہ ہے کہ جو ان کے پاس مال ہے اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ چنگیز خان کا دیا ہوا رزق ہے اور اپنے کھانے اور پینے کے بعد (اللہ کی بجائے) چنگیز خان کا شکر ادا کرتے ہیں اور یہ لوگ اس مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتے ہیں جو ان کے ان قوانین کی مخالفت کرتا ہے جو اس کافر ملعون، اللہ، انبیاء و رسل، محمد عربی اور اللہ کے بندوں کے دشمن نے ان کے لیے مقرر کیے ہیں۔ پس یہ ان تاتاریوں اور ان کے بڑوں کے عقائد ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد محمد عربی کو چنگیز خان ملعون کے برابر قرار دیتے ہیں۔ انتھیٰ

ابن تیمیہ نے اقرار کیا کہ جو تاتاری شام آئے انہوں نے اقرار کیا کہ وہ مسلم ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں — لیکن کسی سفیر کے بیان پر ایک قول ان مسلمانوں سے منسوب کر دیا کہ وہ چنگیز خان کو ابن اللہ کہتے ہیں — اس قول کی صداقت کا علم نہیں کیونکہ یہ شاہ مصر کا پروپیگنڈا معلوم ہوتا ہے تاکہ مصریوں کو جنگ پر امادہ کیا جا سکے

کتاب حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر از یوسف ربانی اس پر تبصرہ کرتے ہیں جس میں تضاد ظاہر ہے

تاتاری کافر ہیں کہ وہ اپنے وضع کردہ قوانین کو حلال سمجھتے تھے، افضل جانتے تھے اور شرعی قوانین سے بہتر مانتے تھے، ان میں کفر اکبر کی صورتیں موجود تھیں۔

اس کی دلیل خود امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔

''الیاسق'' ایک کتاب ہے جو احکام کا مجموعہ ہے، جو اس نے مختلف شرائع سے لیا ہے یہودیت، نصرانیت اور اسلام سے اور اس میں اکثر احکام چنگیز خاں نے صرف اپنی ہوائے نفس پر رکھے ہیں جو اس کے بعد آنے والوں کے لیے قابل اتباع شریعت بن گئی جسے وہ اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے فیصلوں سے مقدم کرتے تھے، جس نے ایسا کیا وہ کافر ہے اس کے خلاف جنگ واجب ہے، جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی طرف واپس نہ آ جائیں۔ (تفسیر ابن کثیر المائدہ:۵۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* علاوہ ازیں تاتاریوں کے دیگر کفریہ عقائد بھی ملاحظہ کیجیے:

① اور وہ تاتاری چنگیز اور محمد ﷺ کو برابر سمجھتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

② ان کی عسکری قوم میں مؤذن و امام نہ تھا۔

③ اور طاقت کے باوجود حج نہیں کرتے تھے۔

④ وہ چنگیز خاں کی بادشاہت پر لڑتے تھے، جو ان کی اطاعت میں داخل ہوتا اسے اپنا دلی دوست بناتے تھے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور اسلام پر نہیں لڑتے تھے اور نہ ہی جزیہ وصول کرتے تھے۔

⑤ ان تاتاریوں کا عقیدہ تھا کہ چنگیز خان اللہ کا بیٹا ہے اور سورج نے اس کی ماں کو حاملہ کیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اگر تاتاری مسلمان ہی نہیں تھے تو امام، موذن یا حج کا مطالبہ کیوں کیا گیا- ظاہر ہے یہ پروپیگنڈا مصریوں نے کیا کہ تاتاری مسلمان نہیں ہم ہیں—واضح رہے کہ قلاوون کی ماں تک تاتاری النسل تھی- ابن تیمیہ کا ایک امام مضل، بدعتی حاکم قلاوون الصالحي کا ساتھ دینے سے اہل حدیث کو دلیل مل گئی ہے کہ طاغوت کا دفاع کیا جائے اور اس کی مدح میں شرعی افسانے گھڑے جائیں